عیدین
پر
مبارکباد
(فقہی وحدیثی مطالعہ)
جمع وترتیب:
حافظ محمد طاہر

بسم اللہ والحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ...!!!

مسرت وخوشی کے مواقع ومناسبات، عیدین، ولادت ونکاح وغیرہ پر مبارکباد کا تعلق عادات سے ہے جو لوگوں کے درمیان عُرف کے مطابق جاری ہوتی ہیں۔

اُمورِ عادات میں یہ قاعدہ ہے کہ اس میں شرعی نص و دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اِباحت کے اَصل قاعدے کے تحت جب تک دیگر قرائن سے ممانعت ثابت نہ ہو، کوئی بھی طریقہ، الفاظ اور وقت اختیار کیے جا سکتے ہیں۔

عیدین کی مناسبت اگرچہ دینی ہے لیکن اِس خوشی کے موقع پر مبارک باد کے کوئی بھی خاص اَلفاظ یا وقت رسول اللہ ﷺ سے مروی نہیں، بلکہ شریعت نے اسے عام عُرف و عادات پر چھوڑ دیا ہے۔

⇐ جیسا کہ شیخ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ سے جب عید کے بعد مبارکباد دینے، مصافحہ کرنے اور گلے ملنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

هذه الأشياء لا بأس بها؛ لأن الناس لا يتخذونها على سبيل التعبد والتقرب إلى الله عَزَّوَجَلَّ، وإنما يتخذونها على سبيل العادة، والإكرام والاحترام، ومادامت عادة لم يرد الشرع بالنهي عنها فإن الأصل فيها الإباحة.

"ان چیزوں میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ لوگ انہیں عبادت اور تقرب الہی کے لیے نہیں کرتے بلکہ عادت اور عزت واکرام کے طور پر کرتے ہیں۔ اور جب

تک کسی عادت سے شریعت میں ممانعت نہ آئے تو اُس میں اَصل اِباحت وجواز ہی ہوتا ہے۔" (مجموع فتاوى و رسائل : ١٦/ ٢٠٩)

⟸ اسی طرح شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

ينبغي معرفة هل هذا عبادة أم عادة. فمثلا لو أن رجلا قال لصاحبه الذي نجا من هلكة: ما شاء اللّٰه، هنيئا لك. فقال له رجل: هذه بدعة. فهذا القول غير صحيح؛ لأن هذا من أمور العادة وليس من أمور العبادة وفي الشرع ما يشهد لهذا، حيث جعل الناس يهنئون كعب بن مالك بتوبة اللّٰه عليه في حديثه الطويل، وكثير من التهاني التي تحدث بين الناس لا يزعم أحد أنها بدعة إلا بدليل؛ لأنها أمور عادات لا عبادات، وكمن قابل رجلا نجح في امتحان فقال له: مبروك. فمن يقول هذه بدعة غير محق في ذلك.

"یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ عبادت ہے یا عادت ہے؟ مثلاً ایک بندہ اپنے دوست کو جو کسی نقصان سے بچ گیا ہو اسے کہے کہ ماشاء اللہ مبارک ہو! تو اگر کوئی شخص اسے کہے یہ مبارک دینا بدعت ہے تو اُس کی بات صحیح نہیں ہو گی، کیوں کہ یہ چیز عادات میں سے ہے عبادات میں سے نہیں۔ شریعت میں اس جیسے شواہد بھی موجود ہیں جیسے کہ طویل حدیث میں آتا ہے کہ لوگ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کو توبہ قبول

ہونے پر مبارکباد دینے لگے۔ لہٰذا لوگوں کے مابین اکثر جو مبارک باد کا سلسلہ ہوتا ہے اسے کسی دلیل کی بنا پر ہی بدعت کہا جا سکتا ہے کیونکہ یہ عادات ہیں، عبادات نہیں۔ جیسے کوئی امتحان سے پاس ہو تو کوئی اسے ملنے پر کہہ دے مبارک ہو۔ اسے بدعت کہنے والا درست نہیں ہو گا۔"

(مجموع فتاوى و رسائل : ٥/ ٢٦٠)

✿۔عبادات اور عادات میں فرق کی جہات:

أولاً: عبادات عموماً محض تعبدی ہوتی ہیں اور اُن کے معانی على وجہِ التفصیل مفہوم نہیں ہوتے جبکہ عادات مفہوم المعنی ہوتی ہیں۔

⇚ جیسا کہ علامہ شاطبی (٧٩٠ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أصلُ العبَاداتِ عدمُ معقُوليَّةِ المَعْنَى.

"عبادات کی اَصل، معنی کی عدم معقولیت ہے۔" (الإعتصام : ٢/ ٦٣٢)

ثانیا: عبادات کا تعلق اَصلا حقوق اللہ سے ہوتا ہے جبکہ عادات حقوق العباد سے متعلقہ ہوتی ہیں۔

⇚ جیسا کہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أصلُ العبَاداتِ رَاجِعَةٌ إلى حقِّ اللّٰهِ وأَصلُ العَادَاتِ رَاجِعَةٌ إلى حُقُوقِ العِبَادِ.

"عبادات کی اَصل حقوق اللہ کی طرف لوٹتی ہے جبکہ عادات کی اَصل حقوق

العباد کی طرف پلٹتی ہے۔" (الموافقات : ۲/ ۳۱۸)

ثالثاً: عبادات صرف اہلِ اسلام کے ساتھ خاص ہوتی ہیں جبکہ عادات میں سب لوگ مشترک ہوتے ہیں۔ اپنی خوشی کی مناسبات اور تہواروں پر آپس میں مبارکباد کا تبادلہ بھی مشترکہ اُمور میں سے ہے۔اِس لیے یہ عادات میں سے شمار ہو گا۔ (مجموع الفتاوى لابن تيمية : ۳۳/ ۱۰۸)

رابعاً: عبادات کی صحت و قبولیت کے لیے تقرب اِلی اللہ کی نیت ہونا لازم ہے جبکہ عادات میں نیت ہونا شرط نہیں بلکہ اِسے فطری و نفسانی جذبات واِحساسات کی بنیاد پر بھی ہو سکتی ہے۔ (مقاصد المكلفين للأشقر، صـ ٥٥)

خامساً: عبادات کا مصدر شریعت ہوتی ہے اور شریعت سے تلقی شرط ہوتی ہے جبکہ عادات شریعت کے آنے سے پہلے اور بعد میں بھی موجود ہوتی ہیں۔ جیسے مبارکباد کا سلسلہ اِسلام سے قبل بھی تھا اور اَب بھی ہے۔

(انظر: أحكام التهنئة لدكتور هيثم بن قاسم الحمري، صـ ١١)

✿۔عادات پر مترتب اُمور:

جب کسی اَمر کا عادات میں سے ہونا متحقق ہو جائے تو درج ذیل اُمور مترتب ہوتے ہیں :

أولاً: عبادات میں اَصل اِباحت ہے جب تک کہ حرمت کی دلیل نہ آ جائے۔

⇐ جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

الْأَصْلَ فِي الْعِبَادَاتِ التَّوْقِيفُ فَلَا يُشْرَعُ مِنْهَا إِلَّا مَا شَرَعَهُ اللَّهُ تَعَالَى...وَالْعَادَاتُ الْأَصْلُ فِيهَا الْعَفْوُ فَلَا يَحْظُرُ مِنْهَا إِلَّا مَا حَرَّمَهُ.

"عبادات میں اَصل توقیف ہے لہذا صرف وہی مشروع ہو گی جسے اللہ تعالی مشروع قرار دیں گے... اور عادات میں اَصل عفو ہے اس میں اُسی سے منع کیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام ہو گی۔" (مجموع الفتاوی: ۱۷/۲۹)

ثانیا: اگر کسی چیز کے عادت یا عبادت ہونے میں تردد و شک ہو جائے تو اَصل اُس کا عادت ہونا ہی ہے۔ جیسا کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إذا تردد الأمر بين كونه عبادة أو عادة، فالأصل أنه عادة ولا ينهى عنه حتى يقوم دليل على أنه عبادة.

"جب کسی چیز کے عادت یا عبادت ہونے میں معاملہ متردد ہو جائے تو اَصل اُس کا عادت ہونا ہی ہے اور اُس سے تب تک منع نہیں کیا جاسکتا جب تک اُس کے عبادت ہونے کی دلیل نہ مل جائے۔"

(مجموع فتاوى و رسائل العثيمين : ٥/ ٢٦٠)

ثالثاً: عادت کے ساتھ کبھی مصالح و منافع مل جائیں تو وہ شرعی مطلوب کا درجہ حاصل کر لیتی ہے اور اگر مفاسد کا اِقتران ہو جائے تو شرعا ممنوع قرار پاتی ہے۔

جیسا کہ شیخ عبد الرحمن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (١٣٧٦ ھ) خوشی کے مواقع پر مبارکباد کے متعلق فرماتے ہیں :

هذه المسائل وما أشبهها مبنية على أصل عظيم نافع، وهو أن الأصل في جميع العادات القولية والفعلية الإباحة والجواز، فلا يحرم منها ولا يكره إلا ما نهى عنه الشارع، أو تضمن مفسدة شرعية.

”یہ مسئلہ اور اس جیسے دیگر مسائل عظیم و نفع مند اَصل پر قائم ہیں اور وہ یہ ہے کہ قولی اور فعلی عادات میں اَصل اِباحت وجواز ہوتا ہے، لہذا اس میں اُسی سے منع کیا جاتا ہے جس سے شریعت منع کردے یا اُس میں کوئی شرعی مفسدت موجود ہو۔“

(مجموع مؤلفاته : ٢٤/ ٣٥٧)

⇐ حافظ عبد العظیم منذری رحمہ اللہ (٦٥٦ ھ) اپنے استاد امام ابو الحسن علی ابن مفضل مقدسی رحمہ اللہ (٦١١ ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے ماہ وسال کے آغاز میں مبارکباد کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ بدعت ہے یا نہیں تو انہوں نے فرمایا :

”لوگ ہمیشہ سے اس بارے میں دو رائے رکھتے ہیں جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مباح و جائز ہے، نہ تو سنت ہے اور نہ ہی بدعت۔“

(جزء فی التهاني فی الأعیاد وغیرها لابن حجر، صـ ٢٦)

⇐ اسی طرح شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

التهنئة بالعيد قد وقعت من بعض الصحابة رضي الله عنهم، وعلى فرض أنها لم تقع فإنها الآن من الأمور العادية التي اعتادها الناس، يهنىء بعضهم بعضًا ببلوغ العيد.

"عید کی مبارکباد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، اگر بالفرض ثابت نہ بھی ہوتی تو یہ اُمورِ عادات میں سے ہے جو لوگوں کے مابین رائج ہے کہ وہ عید آنے پر ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔"

(مجموع فتاوى و رسائل : ١٦/ ٢٠٨)

✿۔کلماتِ مبارکباد :

تفصیلِ بالا سے ظاہر ہے کہ مبارکباد کا تعلق عادات سے ہے تو اس کے الفاظ کے لیے کوئی بھی رائج کلمات کہے جاسکتے ہیں ۔ جیسے عید مبارک یا دعائیہ کلمات تقبل اللہ منا ومنکم وغیرہ ۔

⇐ جیسا کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

التهنئة بالعيد جائزة، وليس لها تهنئة مخصوصة، بل ما اعتاده الناس فهو جائز ما لم يكن إثمًا.

"عید کی مبارکباد دینا جائز ہے، اس کے لیے کوئی خاص الفاظ نہیں ہیں بلکہ جو بھی لوگوں کے ہاں رواج ہو اس کے مطابق مبارکباد دے سکتے ہیں جب تک کہ ان

میں کوئی گناہ کی بات نہ ہو۔" (مجموع فتاوى ورسائل العثيمين ٢١٠/١٦)

نیز دیکھیے : الشرح الممتع للعثيمين (٥/ ١٧١)

⇐ **اسی طرح شیخ ابن باز رحمہ اللہ (١٤٢٠ھ) سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:**

ليس لهذا صيغة معروفة، فإذا دعا له، قال: تقبل الله منا ومنك، أو: عيدكم مبارك، أو: العيد مبارك، أو: جعل الله عيدكم مباركا. سواء كان عيد الأضحى أو عيد الفطر، كله واحد.

اس کے کوئی معروف الفاظ نہیں ہیں، چاہے دعا دے دے کہ "اللہ تعالی ہمارے اور تمہارے نیک اعمال قبول کرے"، یا "عید مبارک" کہہ دے، یا یوں کہہ دے کہ "اللہ تعالی تمہاری عید مبارک کرے" وغیرہ۔ چاہے عید الاضحیٰ ہو یا عید الفطر ایک ہی بات ہے۔

(فتاوى نور على الدرب لابن باز بعناية الشويعر : ٣٧٧/١٣)

لہذا معلوم ہوا کہ مبارک باد کا تعلق عادات سے ہے جو ہر علاقے میں عُرف کے مطابق ہوتی ہے۔ اِس لیے عیدین پر کسی بھی کلمات کے ساتھ مبارک باد دی جا سکتی ہے جن میں کوئی محذورِ شرعی نہ ہو۔ وہ خوشی بھرے بول بھی ہو سکتے ہیں اور دعائیہ کلمات بھی۔

✿۔آثارِ سلف صالحین :

البتہ سلف صالحین سے دعائیہ اَلفاظ کے ساتھ مبارک باد دینا مروی ہے، ذیل میں چند آثار ذکر کیے جاتے ہیں؛

⇐ جبیر بن نفیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا الْتَقَوْا يَوْمَ الْعِيدِ يَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْك.

نبی کریم ﷺ کے صحابہ جب عید کے دن آپس میں ملتے تو ایک دوسرے کو یوں دعا دیتے: "اللہ تعالی آپ کی اور ہماری عبادات قبول کرے۔"

(صلاة العيدين للمحاملي، الجزء الثاني : ١٤٧ وسنده حسن)

اس کی سند کو حافظ ابن حجر (فتح الباري : ٢/ ٤٤٦) اور علامہ سیوطی (الحاوي : ١/ ٩٤) رحمہما اللہ نے "حسن" اور شیخ البانی رحمہ اللہ (تمام المنة، صـ ٣٥٥) نے "صحیح" کہا ہے۔

⇐ جبیر بن نفیر رحمہ اللہ مخضرم، جلیل القدر تابعی ہیں، انہوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جم غفیر کو پایا ہے اور ان کے والد نفیر صحابی ہیں۔

صفوان بن عمرو حمصی تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

رأيتُ عبدَ اللهِ بنَ بُسرٍ المازِنِيَّ، وخالدَ بنَ معدانَ، وراشدَ بنَ سعدٍ، وعبدَ الرَّحمنِ بنَ جُبَيرِ بنِ نُفَيرٍ، وعبدَ الرَّحمنِ بنَ

عائذٍ، وغيرَهم من الأشياخِ يقولُ بعضُهم لبعضٍ في العِيدِ: تقبَّلَ اللّٰهُ منَّا ومنكُم.

"میں نے عبد اللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ، خالد بن معدان، راشد بن سعد، عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر، عبد الرحمن بن عائذ رحمہم اللہ اور دیگر مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ عید کے دن ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہوئے کہتے: اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی نیکیاں قبول فرمائے۔"

(تاريخ دمشق لابن عساكر : ٢٤/ ١٥٤ وسنده حسن)

اس کی سند کو حافظ ابن حجر نے "حسن" کہا ہے۔

(جزء في التهنئة في الأعياد وغيرها، صـ ٣٥)

عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صغار صحابہ کرام میں سے ہیں، شام میں سب سے آخری فوت ہونے والے صحابی ہیں۔

⇚ محمد بن زیاد الہانی بیان کرتے ہیں :

"ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر سیدنا ابو امامہ اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر انہیں کہتے: «قَبِلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ» "اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی نیکیاں قبول کرے۔" تو وہ دونوں جواب دیتے: «وَمِنْكُمْ وَمِنْكُمْ». "تمہاری بھی تمہاری بھی۔"

(اختلاف العلماء للطحاوي - اختصار الجصاص : ٤/ ٣٨٥ وسنده حسن)

اسی طرح محمد بن زیاد الہانی سے مروی ہے:

رَأَيْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ فِي الْعِيدِ لِأَصْحَابِهِ: تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ.

"میں نے سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کو عید کے دن اپنے ساتھیوں «تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ» کہتے دیکھا۔" (تحفة عيد الفطر كما نقله ابن حجر والسيوطي)

اس کی سند کو حافظ ابن حجر (جزء في التهنئة، ص ٣٥) **اور علامہ سیوطی** (الحاوي : ١/ ٩٤) **رحمہا اللہ نے "حسن" کہا ہے۔**

⇐ **محمد بن حرب حمصی بیان کرتے ہیں، میں نے محمد بن زیاد الہانی رحمہ اللہ کے ساتھ نمازِ عید ادا کی، جب امام نے سلام پھیرا تو انہوں نے کہا:**

تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ، وَزَكَّى أَعْمَالَنَا وَأَعْمَالَكُمْ، وَجَعَلَهَا فِي مَوَازِينِنَا.

"اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی نیکی قبول کرے، ہمارے اور آپ کے اَعمال پاکیزہ بنا دے اور انہیں ہمارے میزانِ حسنات میں شامل کر دے۔" میں نے ان سے پوچھا: اے ابو سفیان! کیا سلف صالحین ایسا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! جب امام نمازِ عید پڑھا دے تو بندہ یہ کہے: تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ. میں نے پوچھا کیا: سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بھی ایسا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

(ترتيب الأمالي الخميسية للشجري: ١٦٢٤ وسنده حسن)

⇐ یحیی بن عثمان بیان کرتے ہیں، میں نے حارث بن مسکین رحمہ اللہ سے اِس متعلق استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا:

لَمْ تَزَلِ الْأَشْيَاخُ بِمِصْرَ يَقُولُ ذَلِكَ.

”مصر میں ہمیشہ سے مشائخ یہ کہتے چلے آ رہے ہیں۔“

(اختلاف العلماء للطحاوي - اختصار الجصاص : ٤/ ٣٨٥ وسنده حسن)

⇐ ادہم مولی عمر بن عبد العزیز بیان کرتے ہیں کہ ہم عیدین کے موقع پر سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کرتے:

تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنّا ومِنكَ يا أميرَ المؤْمِنينَ.

”وہ ہمیں جواب دیتے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے تھے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي : ٦٣٦٨ وفي سنده من لا يُعرف)

⇐ امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ (١٦٠ھ) بیان کرتے ہیں، میں عید کے دن امام یونس بن عبید رحمہ اللہ کو ملا تو انہیں کہا: ”تقبَّلَ اللّٰهُ منَّا ومنكَ.“ جواب میں انہوں نے بھی مجھے ”تقبَّلَ اللّٰهُ منَّا ومنكَ“ کہا۔

(صلاة العيدين للمحاملي، الجزء الثاني : ١٥٠ وسنده صحيح، وانظر: الدعاء للطبراني : ٩٢٩ وسنده صحيح)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(جزء في التهنئة في الأعياد وغيرها، صـ ٣٦)

یونس بن عبید رحمہ اللہ تابعین میں سے ہیں، انہوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

کو دیکھا ہے۔

⟸ علی بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) سے عید کے دن لوگوں کے تقبَّلَ اللّٰہُ منَّا ومنكَ کہنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

مَا زَالَ ذَلِك الْأَمر عندنَا مَا نرى بِهِ بَأسا.

"ہمارے ہاں (مدینہ میں) ہمیشہ سے اسی پر عَمل ہے اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔" (الثقات لابن حبان : ٩/٩٠ وسنده صحيح)

امام مالک رحمہ اللہ سے کراہت کا قول بھی مروی ہے۔(اختلاف العلماء للطحاوي - اختصار الجصاص : ٤/ ٣٨٥، رد المحتار لابن عابدين : ٢/ ١٦٩) جو کہ ثابت نہیں ۔ واللہ أعلم

⟸ امام ابو داود (۲۷۵ھ) بیان کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲٤۱ھ) سے عید کے دن «تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكَ» کہنے کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا:

«أَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بِهِ بَأْسٌ».

"مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔"

(مسائل أحمد برواية أبي داود، صـ ٨٩)

اسی طرح پوچھا گیا کہ اگر کوئی عید کے دن ملے اور «تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكَ»

کہے تو؟ فرمایا: اسے جواب دینا چاہیے اور اگر اپنی طرف سے ابتداء کرلے تو کوئی حرج نہیں۔ (مسائل ابن هانئ : ٦٧٣)

نیز فرمایا کہ "اس میں کوئی حرج نہیں، اہلِ شام نے اسے سیدنا ابو امامہ اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔" (المغني لابن قدامة : ٣/ ٢٩٤)

⇚ امام طحاوی رحمہ اللہ (٣٢١ھ) فرماتے ہیں :

قَدْ رَوى حَمَّادُ بنُ سَلمَة عَن أَيُّوبَ قَالَ كُنَّا نأتي مُحَمَّدَ بنَ سِيرِينَ وَالْحَسنَ فِي الْفطرِ والأضحىٰ فَنَقُولُ لَهُمَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ فَيَقُولَانِ وَمِنْكُمْ...وَقَدْ كَانَ بكّارُ بنُ قُتَيْبَةَ والمزنيُ وَأَبُو جَعْفَر بنُ أبي عمرَان وَيُونُسُ بنُ عبدِ الْأَعْلَى يُهَنِّئُونَ بِالْعِيْدِ فَيَرُدُّونَ مِثْلَهُ عَلَى الدَّاعِي لَهُمْ.

"حماد بن سلمہ نے ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر محمد بن سیرین اور حسن بصری رحمہما اللہ کے پاس آ کر انہیں دعا دیتے: اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی عبادت قبول کرے۔ تو وہ کہتے: تمہاری بھی قبول کرے۔۔۔ نیز بکار بن قتیبہ، مزنی، ابو جعفر بن ابی عمران اور یونس بن عبد الاعلی رحمہ اللہ عید کی مبارک دیا کرتے تھے اور جو اُنہیں مبارک دیتا اسے اسی طرح جواب بھی دیتے تھے۔"

(اختلاف العلماء للطحاوي - اختصار الجصاص : ٤/ ٣٨٥)

⇐ نیز فرماتے ہیں :

لما اتَّفقُوا على أَنه جَائِز لمن يُرِيد ذبح الْأُضْحِية أَن يَقُول اللَّهُمَّ تقبل مني جَازَ لغيره أَن يَدْعُو لَهُ بذلك وكَذَلِكَ لَا يَخْتَلِفُونَ فِي أَنه جَائِز أَن يَقُول للقادم من الْحَج قبل الله حجك فَجَاز مثله فِي الْعِيدَيْنِ.

"جب علماء کا اتفاق ہے کہ قربانی کا ارادہ رکھنے والا اپنے لیے یہ دعا کرتے ہوئے کہہ سکتا ہے کہ اے اللہ! اسے میری طرف سے قبول فرما۔ تو کسی دوسرے کے لیے بھی کہنا جائز ہو گا۔ اسی طرح علماء کا اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ حج سے آنے والے کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی آپ کا حج قبول کرے تو اسی طرح عیدین پر کہنا بھی جائز ہے۔"

(اختلاف العلماء للطحاوي - اختصار الجصاص : ٤/ ٣٨٥)

تنبیہ اول :

عیدین کی مبارکباد کے متعلق نبی کریم ﷺ سے کچھ بھی ثابت نہیں۔ بعض روایات مروی ہیں لیکن وہ سندا پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

⇐ جیسا کہ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں :

وَجَاءَ فِي استِحْبَابه وكراهته حديثان ضعيفان جدا، رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيّ، وبيَّن ضعفهما.

”اس کے استحباب اور کراہت کے حوالے سے دو سخت ضعیف احادیث مروی ہیں جنہیں حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کر کے اُن کا ضعف بھی بیان کر دیا ہے۔“

(خلاصة الأحكام : ٨٤٩/٢، وانظر : السنن الكبرى للبيهقي : ٦٢٩/٦)

تنبیہِ ثانی :

عبد اللہ بن عون رحمہ اللہ سے عیدین پر کہنے کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے کہا کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے اسے نئی چیز یا بدعت کہا ہے۔

(أحاديث عفان بن مسلم : ١٤٩ وسنده صحيح)

امام عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ یہ دراصل ابن عون کا اَپنا قول ہے جو غلطی سے حسن بصری رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہوا ہے۔

(اختلاف العلماء للطحاوي - اختصار الجصاص : ٤/ ٣٨٥)

⇐ اس قول کی تین توجیہات ہو سکتی ہیں؛

أولاً : یہاں نئی چیز یا بدعت لغوی معنی میں ہے۔

ثانیاً: اُن کے علم میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار نہیں ہوں گے وگرنہ صحابہ کرام سے ثابت شدہ عمل بدعت نہیں کہلاتا۔

ثالثاً: انہوں نے یہ بات اس لیے کہی ہے کہ لوگ اسے سنت نہ سمجھ لیں، کیوں کہ سلف صالحین بہت سی چیزوں سے اس لیے روک دیتے تھے کہ اسے سنتِ

نبوی نہ سمجھ لیا جائے۔ واللہ أعلم۔

✿۔فقہائے احناف :

علامہ شرف الدین عیسی ابن ایناج قرشہری حنفی (بعد : ٧٣٤ھ) فرماتے ہیں:

يَتقبل الله منا ومنكم لا بأس بها عند الجمهور.

”جمہور علماء کے ہاں اس میں کوئی حرج نہیں۔“

(المبتغى في فروع الحنفية كما في الكنز المنشور، صـ : ٤٩)

⇐ **علامہ ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ (١٢٥٢ھ) نقل کرتے ہیں :**

اَلْمُتَعَامَلُ فِي الْبِلَادِ الشَّامِيَّةِ وَالْمِصْرِيَّةِ عِيدٌ مُبارَكٌ عَلَيْك وَنَحْوُهُ وَيُمْكِنُ أَنْ يَلْحَقَ بِذَلِكَ فِي الْمَشْرُوعِيَّةِ وَالِاسْتِحْبَابِ لِمَا بَيْنَهُمَا مِنْ التَّلَازُمِ فَإِنَّ مَنْ قُبِلَتْ طَاعَتُهُ فِي زَمَانٍ كَانَ ذَلِكَ الزَّمَانُ عَلَيْهِ مُبَارَكًا عَلَى أَنَّهُ قَدْ وَرَدَ الدُّعَاءُ بِالْبَرَكَةِ فِي أُمُورٍ شَتَّى فَيُؤْخَذُ مِنْهُ اسْتِحْبَابُ الدُّعَاءِ بِهَا هُنَا أَيْضًا.

”مصر وشام کے علاقوں میں عید مبارک وغیرہ کہنا رائج ہے، لہذا تقبل اللہ منا ومنکم کے ساتھ مشروعا اور استحبابا اسے بھی ملایا جا سکتا ہے کیونکہ یہ باہم لازم وملزوم ہیں، جب کسی وقت میں آپ کی نیکی قبول ہو گی تو وہ وقت آپ کے لیے مبارک بھی ہو گا پھر چونکہ کئی دیگر اُمور میں برکت کی دعا ثابت ہے تو وہاں سے اِس موقع پر اِس دعا کا استحباب بھی لیا جا سکتا ہے۔“ (رد المحتار ط الحلبي :

٢/١٦٩، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، صـ ٥٣٠)

✿۔فقہائے شافعیہ :

علامہ برہان الدین ابراہیم بِرماوی شافعی رحمہ اللہ (١١٠٦ھ) فرماتے ہیں:

تُنْدَبُ التَّهنئةُ فِي الأَعْيَادِ وَغَيْرِهَا والإِجَابَةُ فِيها بِنَحْوِ تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنْكُمْ، أَحْيَاكُمُ اللّٰهُ لِأَمْثَالِهِ، كُلُّ عَامٍ وَأَنْتُمْ بِخَيْرٍ.

"عیدوں وغیرہ پر مبارکباد دینا اور اِس کا جواب دینا مشروع ہے جیسے کہنا: اللہ تعالی تمہاری نیکیاں قبول کرے، تمہیں مزید ایسی خوشیاں نصیب کرے، تم ہر سال خیر وعافیت سے یہ دن پاؤ۔" (حاشية البرماوي على شرح الغزي، صـ١١٣)

یہی موقف علامہ ابراہیم باجوری شافعی رحمہ اللہ (١٢٧٧ھ) نے ذکر کیا ہے۔

(حاشية الباجوري على شرح الغزي : ٢/ ١٨٥)

✿۔فقہائے حنابلہ:

شیخ الحنابلہ، علامہ منصور بہوتی رحمہ اللہ (١٠٥١ھ) نقل کرتے ہیں:

وَلَا بَأْسَ بِقَوْلِهِ أَيْ الْمُصَلِّي لِغَيْرِهِ مِنْ الْمُصَلِّينَ تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْك.

"عید کے موقع پر نمازی کا دوسرے نمازیوں کو تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْك کہنے میں کوئی حرج نہیں۔" (شرح منتهى الإرادات: ١/ ٣٣٠)

⇐ اسی طرح علامہ مصطفی رُحیبانی حنبلی (١٢٤٤ھ) نے نقل کیا ہے:

وَلَا بَأْسَ بِتَهْنِئَةِ النَّاسِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِمَا هُوَ مُسْتَفِيضٌ بَيْنَهُمْ مِنْ الْأَدْعِيَةِ، وَمِنْهُ بَعْدَ فَرَاغِ خُطْبَةٍ: قَوْلُهُ لِغَيْرِهِ: تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكَ نَقَلَهُ الْجَمَاعَةُ.

"لوگوں کے مابین جو دعائیہ کلمات رائج ہوں ان کے ساتھ آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دینے میں کوئی حرج نہیں۔"

(مطالب أولي النهى : ١/ ٨٠٤)

⇚ اس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے درج ذیل رسائل مفید ہیں :

١. جزء فى التهاني فى الأعياد وغيرها لابن حجر مع تطريز العصيمي
٢. وصول الأماني بأصول التهاني للسيوطي مع تطريز العصيمي
٣. الكنز المنشور في التهنئة بالأعياد والأعوام والشهور لابن السكري
٤. أحكام التهنئة بالعيدين للدكتور أحمد الونيس
٥. أحكام التهنئة للدكتور هيثم الحمري

✿۔خلاصۂ کلام :

أولاً: خوشی کی مناسبات ومواقع پر مبارکباد کا تعلق عادات سے ہے نہ کہ عبادات سے، اسی لیے اس کے متعلق خاص شرعی نصوص نہیں ہیں۔

ثانیاً: عادات میں اَصل اِباحت وجواز ہوتا ہے جب تک کہ کوئی محذور یا خلافِ شریعت چیز نہ ہو۔

ثالثاً: عیدین پر مبارکباد کے لیے کوئی بھی کلمات استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

رابعاً: مصافحہ و معانقہ اور وقت بھی عرف وعادات کی طرف ہی لوٹے گا۔

خامسا: سلف صالحین سے دعائیہ کلمات کے ساتھ مبارکباد دینا ثابت ہے۔

وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب.

حافظ محمد طاہر

٩ذي الحجة ١٤٤٥هـ

16جون 2024ء